خلیفۂ عادل وراشد
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

سیدعطاء المنان بخاری*

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم و چراغ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہ جلیل القدر شخصیات ہیں جن کو دین حق سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کرکے حاصل ہوا۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے چند ایسے عظیم المرتبت اور مظلوم صحابہ بھی ہیں جن کو یہود و مجوس اور خبیثانِ عجم نے اپنی گھناؤنی سازش کے تحت شروع ہی سے نشانۂ سبّ وشتم بنایا اور تاریخ کے صفحات کو بے سروپا اور مکذوبہ روایات کے غبار سے دھندلا اور اُن کے اُجلے ایمانی کردار کو مجروح و مشکوک کیا۔ بعض لوگوں نے ان روایات کو یہودی، سبائی، مجوسی اور خارجی پروپیگنڈے کے سے مرعوب ہوکر بغیر تحقیق کے حق سچ تسلیم کرلیا۔ وہ یہ بھول گئے کہ صحابۂ کرام ''قرآنی'' شخصیات ہیں ''تاریخی'' نہیں۔ اس سازشی ٹولے کا سرخیل ایک یہودی النسل منافق عبداللہ ابن سبا تھا۔ جو کہ قاتلینِ عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ وحسینؓ کا آئیڈیل اور مخدوم تھا۔

اور وہ شخصیات جن کے خلاف اس سبائی ٹولے نے کوئی کسر باقی نہ چھوڑ رکھی تھی اور امت کو صراط مستقیم سے ہٹانے اور صحابۂ کرام میں سے بعض شخصیات کے متعلق ان کے دل ودماغ کو بغض وعناد سے بھرنے اور ان سے متنفر کرنے کے طے شدہ منصوبے کے تحت امیر المؤمنین، امام المتقین، خال المسلمین، قائد السیاسۃ والمدبرین، کاتب الوحی المبین، خلیفۂ سادس وراشد و برحق ابوعبدالرحمٰن وابویزید معاویہ بن ابی سفیان رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آپ کے خاندان پر تاریخ کی جھوٹی روایات کے ذریعے کیچڑ اچھالا گیا۔ خاص طور پر خاندان بنوامیہ کو ہدفِ طعن بنا کر ان کے عظیم الشان کارناموں سے عوام کو بے خبر رکھا گیا حالانکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے خمسہ رضی اللہ عنہم نے بنوامیہ کے اس مردجری کے ساتھ بے پناہ محبت کا اظہار فرمایا اور دعائیں دی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَّاهْدِ بِهٖ''

اور خلافت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

*ناظم نشریات تحریک طلباء اسلام ملتان

''عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَظَرَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَامُعَاوِيَةُ اِنْ وَلِيْتَ اَمْراً فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ'' (تطہیر الجنان صفحہ ۱۵ طبع مصر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں اور بشارتیں خبیثانِ عجم کے منہ پر وہ طمانچہ ہے کہ تا قیامِ قیامت ان کو نہ بھولے گا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اور اسلام کے لیے ان کے کارنامے ہمیشہ روشن رہیں گے اور اُن کو مٹایا نہ جا سکے گا۔

قائدِ احرار مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہٗ کا ایک شعر ہے:

ابن سبا کی نسل بھی سن لے یہ واشگاف
نامِ معاویہؓ کو مٹایا نہ جائے گا

ولادت:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ۶۰۵ء میں قبیلۂ قریش کی ایک معزز شاخ بنوامیہ میں مکہ مکرمہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام معاویہ رکھا۔ حضرت معاویہ کی جائے ولادت کے متعلق (شیخ کمال الدین الدمیری) لکھتے ہیں

''وَمَوْلَدُهٗ رضی اللّٰه عنه بِالْخَيف مِن مِنیٰ...... اَسلَمَ قَبْلَ اَبِيهِ اَبِی سُفيانَ وَصَحِبَ رَسولُ اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم و كتب لهٗ'' (حیات الحیوان ''عربی'' ج ۱ صفحہ ۵۸)

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت مقام خیف میں ہوئی، یہ اپنے والدِ محترم سیدنا ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مبارکہ سے فیض یاب ہوئے۔ کاتب وحی کا شرف بھی حاصل ہوا۔'' (''حیات الحیوان'' اردو، ج ۱ صفحہ ۲۲۱)

نام:

عربی لغت کی اکثر کتبِ مشہورۂ ومصدقہ کے مطابق لفظِ معاویہ ہر اس جاندار پر بولا جاتا ہے جو کہ بلند آواز سے بولنے والا ہو یا دھاڑنے والا ہو۔ اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ اگر اس کو عیب ہی شمار کیا جائے تو (معاذ اللہ، نقلِ کفر کفر نہ باشد) حضرت عباس اور حضرت جعفر کے ناموں کے معنی بھی کبھی دیکھیں۔ ہمارے لیے حجت یہ ہے کہ وہ نام جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں بدلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو معاویہ نام ہی سے پکارا۔ اگر یہ نام یا اس کا معنیٰ غلط ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لازماً ان کا نام تبدیل فرما دیتے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حیدر'' کو ''علی'' سے، ''حرب'' کو ''حسن''، ''حسین'' اور ''محسّن'' سے، ''اصرام'' کو ''زرعہ'' سے اور ''عاصی'' کو مطیع کے ناموں سے تبدیل فرمایا۔

''معاویہ'' کے معانی:

(۱) کسی چیز کو موڑنا یا مروڑنا

(۲) عالم شباب میں قوت کے ساتھ مدّ مقابل کا پنجہ مورڑ ڈالنا

(۳) کسی کی مدافعت کرنا

(۴) حمایت یا جنگ وغیرہ کے لیے لوگوں کو بلانا اور جمع کرنا

(۵) آواز دے کر پکارنا (سیدنا معاویہ پر اعتراض کا علمی تجزیہ، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی، صفحہ ۶۸)

لیکن یہاں تو سبائی، خارجی اور ناصبی ذہنیت اور سوچ کی بنیاد پر ہی لغات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور یہودیت کی پیروی میں صرف ایک ہی معنیٰ کو لیا جاتا ہے اور اسے لوگوں کے سامنے پیش کر کے عوام کے اذہان میں ایک صحابیٔ رسول، کاتبِ وحی کے خلاف نفرت پیدا کی جاتی ہے۔

اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) اتنے ہی برے تھے کہ صحبتِ نبوی سے بھی کوئی فیض نہ ملا بلکہ ایک بزرگ کے بقول کہ ''وہ قرآن ناشناس تھے'' تو جناب اگر آپ کا ایمان سیدنا معاویہ پر تبرا کرنے سے اس قدر مضبوط ہوتا ہے تو ہمت کیجیے اور قرآن کا وہ حصہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے سن کر رقم کیا اور ساری دنیا اسے پڑھ رہی ہے۔ قرآن سے خارج کر دیں لیکن آپ اپنی اس ''ایمانی پختگی'' کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ دوسرا یہ کہ ہماری فقہ کی ہر کتاب کے سرورق پر یہ جو حدیث لکھی ہوتی ہے اور ہم اس حدیث سے فقہ کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

(حدثنی حمید بن عبد الرحمن بن عوف قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَبْنَ اَبِیْ سُفْيَانَ وَهُوَخَطِيْبٌ يَقُوْلُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلی اللّٰه تعا لیٰ عليه و اٰله و اصحابه وسلّم يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُفَقِّهُهُ فِی الدِّيْنِ وَ اِنَمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِیْ. (''صحیح مسلم''، ج ۱، صفحہ ۳۳۳)

تو اس کو بھی ماننے سے انکار کر دو گے اور اپنی کتب سے مرویاتِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نکال کر (معاذ اللہ) انھیں صاف کر دو گے؟ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُونَ'' تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ (سورۃ الصّف، آیت ۲)

سیدنا معاویہ کا نسب:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قریش کی ایک عظیم الشان شاخ بنی امیہ میں سالارِ قریش سیدنا ابوسفیان صخر ابن حرب ابن امیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ ماں، باپ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں آقائے نام دار، سرورِ دو عالم

سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

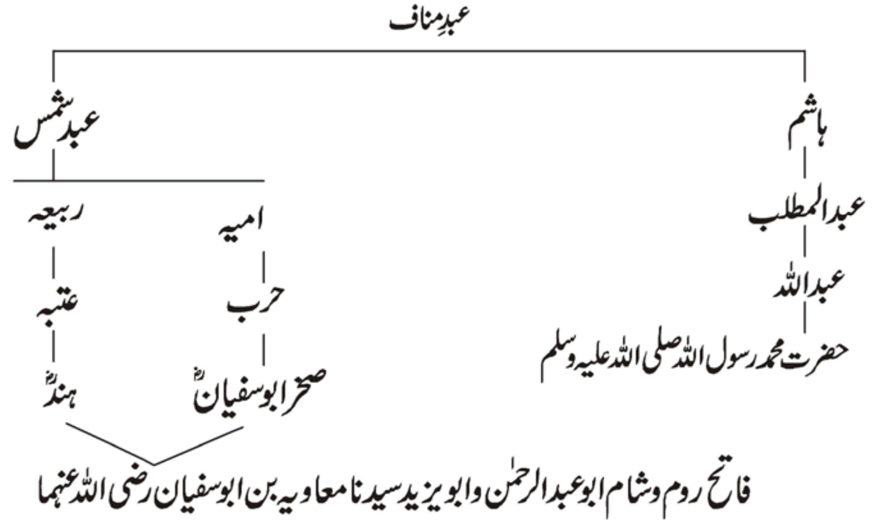

بنو ہاشم سے رشتہ داریاں:

کچھ بد بخت لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ دو متحارب قبیلے تھے۔ لیکن حقیقت مذکورہ نقشہ کے تحت اس کے بالکل برعکس ہے۔ کتب انساب اور تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے قبل از اسلام تا عروج عہد بنی امیہ ان دونوں قبیلوں میں خونی رشتے قائم رہے ہیں بلکہ بعد میں قائم رہے۔

(۱) **اُمّ جمیل بنت حرب:** سیدنا ابو سفیانؓ کی ہمشیر ام جمیل کا نکاح حضور علیہ السلام کے چچا ابولہب کے ساتھ ہوا۔

(۲) **فاطمہ بنت عتبہ:** حضرت معاویہ کی خالہ فاطمہ بنت عتبہ حضرت عقیل بن ابی طالب (عبد مناف) کے عقد میں تھیں۔

(۳) **ہند بنت ابی سفیان:** سیدنا ابو سفیان کی دختر اور ہمشیرِ خال المسلمین ہند کا نکاح حارث بن نوفل سے ہوا۔

(۴) **اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا:** سیدنا معاویہؓ کی ہمشیرِ ثانی سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے نکاح میں تھیں۔

(۵) **سیدہ رقیہ، سیدہ اُمّ کلثوم بنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی سیدہ رقیہ حضرت عثمان اموی کے نکاح میں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کو بھی سیدہ رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان اموی کے نکاح میں دے دیا۔

(۶) **لیلیٰ بنت میمونہ بنت ابی سفیانؓ:** حضرت ابو سفیانؓ کی نواسی اور حضرت معاویہ کی بھانجی لیلیٰ بنت میمونہ بنت ابو سفیان شہیدِ کربلا سیدنا حسین ابن علی الہاشمی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں۔

(۷) **سیدہ اُمّ محمد بنت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہا:** حضرت جعفر ابن ابی طالب کی پوتی ام محمد بن عبد اللہ بن جعفر

طیار کی شادی یزید بن معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوئی۔

(۸)　سیدہ فاطمہ بنت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما: حضرت علی کی پوتی سیدہ فاطمہ بنت حسین ابن علی کی شادی سیدنا عثمان کے پوتے عبداللہ بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوئی۔ان کے علاوہ بھی ان دونوں معزز قبائل (بنوامیہ اور بنو ہاشم) کے مابین سلسلۂ مناکحت چلتا رہا۔

(تذکرۂ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی، صفحہ ۲۶ تا ۲۹)

(نسبِ قریش، طبقات ابن سعد، جمہرۃ الانساب العرب، المعارف لابن قتیبہ، اسد الغابہ، مستدرک حاکم)

قبولِ اسلام:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اپنے والدِ مکرم سیدنا ابوسفیان سے قبل مشرف باسلام ہوئے اور علیٰ اختلاف الروایات آپ نے عمرۃ القضاء کے موقع پر ۷ھ میں اسلام قبول کرلیا تھا اور اسی عمرۃ القضاء پر آپ ہی نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کاٹے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ابنِ سعد کے حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔

''لَقَد اَسلَمتُ قَبلَ عُمرَةِ القضية'' ''میں نے عمرۃ القضاء سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا'' (الاصابہ ج ۶ صفحہ ۱۱۳)

امام ابن کثیرؒ بروایت سیدنا معاویہ لکھتے ہیں۔

''اسلمت یوم القضیة ولکن کتمت اسلامی من ابی ثم علم فقال لی هٰذا اخوک یزید وهو خیر منک علیٰ دین قومه......''

پھر لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قال معاوية ولقد دخل رسو ل الله صلی الله علیه وسلم مکة فی عمرة القضاء وانی لمصدق به'' (البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۱۱۷)

میں نے عمرۃ القضاء کے موقع پر اسلام قبول کیا۔لیکن اپنے والد سے اسلام کو چھپایا۔ پھر انہیں (میرے اسلام قبول کرنے کا) علم ہوگیا۔تو مجھ سے کہا کہ یہ تمہارا بھائی یزید ہے اور وہ تجھ سے بہتر ہے جو اپنی قوم کے دین قائم ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو میں ان کی تصدیق کرنے والا تھا۔(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۱۷/ تذکرہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، قاضی طاہر علی الہاشمی صفحہ ۱۱۴)

گورنری کا دور:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملک شام پر فوج کشی کی ابتداء ہوچکی تھی اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس فوج کشی میں مجاہدین کو چار لشکروں میں تقسیم فرمایا اور ان کی قیادت چار جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے سپرد فرمادی جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱)　سیدنا یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما۔ انہیں حکم ہوا کہ تبوک کے راستے دمشق کا رخ کریں۔

(۲)　سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ۔

(۳)　سیدنا عمرو ابن العاص اموی رضی اللہ عنہ۔

(۴)　امین الامت سیدنا ابوعبیدہ ابن الجرّاح رضی اللہ عنہ۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہدایت فرمائی کہ جب یہ لشکر میدان حرب میں جمع ہو جائیں تو انکے سپہ سالار ابوعبیدہؓ ہوں گے۔ اور اگر وہ نہ ہوئے تو یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما ہوں گے۔ اب سیدنا صدیق اکبر نے سیدنا معاویہ کو ایسے لشکر کی قیادت سونپی جس کی ضرورت سیدنا یزید بن ابی سفیان کو شام میں تھی۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جمع ہونے شروع ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت وسیادت میں اس لشکر کو شام روانہ کردیا۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

> ”واجتمع الیٰ ابی بکر اناس فامرّ علیهم معاویة و امرّ ہٗ بالالحاق بیزید فخرج معاویة حتیٰ لحق بیزید.“ (البدایہ والنہایہ ج ۷ صفحہ ۴)
>
> ”اور لوگ حضرت ابوبکر کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے اس جماعت پر حضرت امیر معاویہ کو امیر مقرر کر کے لشکرِ یزید رضی اللہ عنہ سے ملنے کا حکم دیا۔ پس حضرت معاویہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت یزید بن ابی سفیان سے جا ملے۔“

اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ جس لشکر کو معاویہ لے کر گئے تھے اس نے کفار کی صفوں کو تار تار کر دیا تھا اور وہ جنگ ہار ہی کون سکتا تھا۔ ابھی جنگِ یرموک جاری تھی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بروز منگل ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان مالک حقیقی سے جا ملے۔ (حیٰوۃ الحیوان ج ۱ صفحہ ۱۹۹ ”اردو“)

جس روز آپ کی وفات ہوئی اس روز ہی آپکی وصیت کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت لی گئی۔

(حیات الحیوان، ج ۱ صفحہ ۲۰۰)

دورِ فاروقی میں اس جنگ میں سیدنا معاویہ نے کارہائے نمایاں انجام دیے اور ایک خصوصیت اس جنگ کی یہ ہے کہ اس جنگ میں سیدنا معاویہ کا تقریباً سارا خاندان شامل تھا۔

(۱)　سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ　　(۲)　سیدہ ہند رضی اللہ عنہا

(۳)　حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما　(۴)　حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

(۵)　　سیدہ جویریہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اس جنگ میں صیدا، عرقہ اور بیروت وغیرہ شام کے ساحلی علاقوں کی مہم میں حضرت یزید کی ماتحتی میں مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت معاویہ کے ہاتھ میں تھی۔ عرقہ تمام تر آپ ہی کی کوششوں سے فتح ہوا۔ اب تقریباً پورا شام فتح ہو چکا تھا۔ صرف قیساریہ کا شہرہ گیا تھا اور یہ نہایت آباد اور پُررونق علاقہ تھا۔ حضرت عمر نے سیدنا یزید کو حکم دیا کہ وہ قیساریہ کی مہم پر روانہ ہو جائیں انھوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسی دوران سیدنا یزید رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور سیدنا معاویہ کو اپنا قائم مقام بنا کر دمشق واپس آ گئے اور یہیں وفات پائی پھر سیدنا معاویہ نے قیساریہ کو فتح کیا اور اس جنگ کے دوران اسّی ہزار رومی مارے گئے۔

شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر لکھتے ہیں:

> ''یزید بن ابی سفیان نے اپنے چھوٹے بھائی معاویہ کو چار ہزار کا لشکر دے کر قیساریہ کی طرف روانہ کیا اور خود تمام لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ رومی فوج نے جب دور سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو انہیں یہ لشکر بہت کم دکھائی دیا اور اپنے طور پر یہ سوچنے لگے کہ اس لشکر کو شکست دینا کوئی مشکل بات نہیں۔ اس لیے وہ جنگ کرنے کے لیے شہر سے باہر نکل آئے، معاویہ نے لشکر کو تیار کیا اور حملہ کر دیا۔ جنگ شروع ہوئی اور مسلمانوں کو فتح و کامیابی ہوئی۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ صفحہ ۱۷۲)

حضرت یزید رضی اللہ عنہ ۱۸ھ میں عمواس کے طاعون میں شہید ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو انکے بعد ان کی جگہ گورنر مقرر فرما دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر فرمانے کے بعد کوفہ، مصر، حمص اور دیگر کئی جگہوں کے گورنروں کو معزول کر کے وہ خطّے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیئے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے منتظم، مدبّر، محتسب اور سخت گیر خلیفہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک صوبے کا گورنر مقرر فرمانا اور دوسروں کو گورنری سے معزول کر کے انکا علاقہ بھی انکے حوالے کر دینا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیاسی اور مدبّرانہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور یہ ان کو ودیعت خداوندی تھی۔ (ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ)

آخرکار اجل نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو آ لیا اور ۲۶ر ذی الحجہ ۲۳ھ کو ایک مجوسی ابولؤلؤ فیروز نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر زہر آلود خنجر سے حملہ کیا اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ اسی زخم کے سبب اپنے خالق سے جا ملے۔

اب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور فتوحات کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ملک شام سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تمام جنگی اور فوجی اختیارات بھی سونپ دیئے۔

ان اختیارات سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ فائدہ ہوا کہ انھوں نے بھرپور طریقے سے سبائیوں کو دبوچ دبوچ

کرٹھکانے لگایا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ دورِ خلافت میں اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کا بول بالا کردیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والا ایک عظیم کارنامہ کہ جس کی بشارت حضور علیہ السلام نے دی تھی ''اوّل جیش من امتی یغزون البحر فقد أوجبو'' (بخاری، ج ۱ صفحہ ۴۱۰) تو سیدنا معاویہ ہی وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے پہلا بحری بیڑہ تیار کیا اور پہلا بحری جہاد کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مستحق ٹھہرے۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دردناک اور المناک شہادت کا واقعہ جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو مدینہ منورہ میں پیش آیا اور آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چار سال نو ماہ کے دورِ خلافت میں بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اسی طرح شام کے گورنر ہی رہے۔

حضرت معاویہؓ کی سیدنا علیؓ سے محبت:

ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار صدائی سے باصرار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر انھوں نے غیر معمولی الفاظ میں حضرت علی کی تعریف وتوصیف کی۔

''فبکیٰ معاویةؓ وقال رحم اللّٰه ابالحسن کان واللّٰه کذٰلک''

(الاستیعاب مع الاصابه تحت علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنه ج۳صفحه ۴۴)

''تو حضرت معاویہؓ بہت روئے اور کہا کہ اللہ ابوالحسن پر رحم کرے اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت کو سنبھالا۔ آپ بڑے مدبر، صاحب الرّائے اور بہت ہی سوجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔ آپ وہ تھے کہ جن کے بارے میں آقا ومولا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِن ابنی هٰذا سید لعل اللّٰه ان یصلح بهٖ بین فئتین عظیمتین من المسلمین ''

(صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول النبی للحسن بن علی ان ابنی)

تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ چھے ماہ پانچ دن مسند خلافت پر رہے اور پھر اپنے نانا سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور آپ کی پیش گوئی کو سچ ثابت کرتے ہوئے خلافت سیدنا معاویہ کے حوالے کردی اور ۲۵ ربیع الاول ۴۱ ہجری میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی (حیات الحیوان ج ۱ صفحہ ۲۱۸ ''اردو'')

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر بھی عمل کیا جو انھوں نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی تھی:

''قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَذْهَبُ الاَیَّامُ وَاللَّیَالِی حَتیّٰ یَمْلِکُ مُعَاوِیَةَ''(البدایه ج۸صفحه ۱۳۱)

''سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دن اور رات کی گردش جاری رہے گی۔ یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مَلِک بن جائیں گے۔''

ایک شیعہ مجتہد محمد بن عمر کشی کی زبانی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف انتقالِ خلافت کی روئیداد ملاحظہ فرمائیں!

''فَقَالَ یَا حَسَن قُم فَبَایِعْ فَقَامَ فَبَایَعَ ثُمَّ قَالَ لِلحُسَین علیه السلام قُم فَبَایِع فَقَامَ فَبَایَعَ ثُمَّ قَالَ یَا قَیس قُم فَبَایِعْ فَالْتَفَتَ لِلحُسَینُ علیه السلام یَنظُر مَا یأ مُرہُ فَقَا لَ یاقَیسَ اِنَّہُ اِمَامِی یعنی الحسن علیه السّلام .''

''تقریب کے سٹیج سیکرٹری نے کہا: اے حسنؓ! اٹھیے اور حضرت معاویہؓ کی بیعت کریں۔ یہ سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے اور بیعت کر لی پھر یہی بات حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہی۔ چنانچہ یہ بھی اٹھے اور بیعت کر لی پھر سٹیج سیکرٹری نے کہا اے قیس اٹھو اور بیعت کرو تو انھوں نے حضرت حسین کی طرف دیکھا کہ وہ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ اس پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قیس حضرت حسنؓ میرے قائد ہیں ''یعنی جب انھوں نے بیعت کر لی اور میں نے بھی۔ تو اب کیسی اجازت۔''

(رجال کشی تحت تذکرہ قیس بن سعد، ص۱۰۲/ تذکرہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۸۹)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صرف خلافت حوالے نہیں کی بلکہ خود بھی اور بھائی حسین رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی اور لوگوں پر واضح کر دیا کہ اب خلیفہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انکی بیعت کی جائے۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ: **وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الاَعْدَاءُ.**

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے عظیم کارنامے کی وجہ سے اس سال کا نام **عام الجماعه** (اتحاد کا سال) رکھ دیا گیا کیونکہ لوگ گذشتہ پانچ چھے سالوں سے اختلافات وانتشار کا شکار تھے اور اب سب نے متفق ہو کر ایک شخص کو خلیفہ نامزد کر دیا تو تمام تر اختلافات دور ہو گئے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۴ سال گورنری کی اور کوئی شخص بھی آپ سے غیر مطمئن نہ تھا اور خلافت کے بیس سالہ دور میں بھی کسی کو آپ کے خلاف شکایت کا موقع نہیں ملا۔

فتوحات:

مسند خلافت کا بار اٹھانے کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی کمر اس سے جھکی نہیں بلکہ آپ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اس فرمان کو جو انھوں نے آپ کو براہ راست فرمایا تھا:

''یَامُعَاوِیَۃُ اِنْ وَلِیْتَ اَمْراً فَاتَّقِ اللّٰہَ وَاعْدِلْ''

''اے معاویہ اگر تم مسلمانوں کے والی وحاکم اور خلیفہ بن جاؤ؟ تو پھر اللہ کا لحاظ رکھنا اور انصاف کرتے رہنا۔''

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۴۴ھ میں مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ نے خیبر کے راستے فوج

کشی کی اور کابل کی سرحدات کو عبور کر کے سرزمین ہند میں اسلامی علم گاڑا اور ملتان تک پہنچے۔ بحری لڑائیوں میں صرف قسطنطنیہ ہی کا حملہ آپ کی بحریہ کا شاندار کارنامہ نہیں بلکہ آپ نے ''روڈس، ارواڈ'' اور بعض دوسرے یونانی جزائر کو فتح کیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے جہاں بیرونی فتوحات کیں وہاں اندرون ملک بھی عوام اور رعایا کی بہتری کے لیے مختلف اصلاحات نافذ کیں چنانچہ شیعہ مؤرخ امیر علی کو یہ لکھنا پڑا۔

''مجموعی طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اندرون ملک بڑی خوشحال اور پرامن تھی اور خارجہ پالیسی کے لحاظ سے بڑی کامیاب تھی۔'' (ماہنامہ الاحرار لاہور، اکتوبر ۲۰۰۰ء)

آپ کی مدت خلافت ۱۹ سال اور چند ماہ تھی۔ (الاستیعاب ج ا صفحہ ۲۶۲)

وفات:

صحیح روایت کے مطابق یزید کی ولی عہدی کی بیعت ۵۰ ھ میں ہوئی۔ یزید نے دس سال تک ولی عہدی کے فرائض آپ کی حیات مبارکہ میں ہی سرانجام دیے۔ حتی کہ ۶۰ ھ میں جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے اٹھتر برس گزار چکے تھے ان کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی لیکن جام عمر لبریز ہو چکا تھا۔ لہٰذا کوئی چارہ ساز گار نہ ہوا۔ آخر ایک روایت کے مطابق ۲۲ ر رجب ۶۰ ھ کو مختصر سی علالت کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ماخذ

(۱) قرآن مجید، سورت الصّف:۲

(۲) ''صحیح بخاری''، کتاب الصلح باب قول النبی للحسن بن علی ان ابنی

(۳) ''صحیح بخاری''، ج ا

(۴) ''صحیح مسلم''، ج ا

(۵) ''الاستیعاب''، ج ا

(۶) ''تطہیر الجنان''، صفحہ ۱۵ طبع مصر

(۷) ''رجال کشی، تحت تذکرہ قیس بن سعد''، محمد بن عمر کشی

(۸) ''تذکرہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ''، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی

(۹) ''سیدنا معاویہؓ پر اعتراض کا علمی تجزیہ''، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی

(۱۰) ''ناسخ التواریخ''، مرزا محمد تقی سپہر، ج ۲

(۱۱) ''حیات الحیوان''، کمال الدین الدمیری (عربی، اردو) ج ا

(۱۲) ''البدایہ والنہایہ''، علامہ ابن کثیر ج ۷، ۸

(۱۳) ''الاصابہ''، ابن حجر عسقلانی، ج ۳